345

نوحہ شہزادی بی بی سکینہؑ

آواز یہ زنداں سے ہے اب بھی سنی جاتی
بابا مجھے سلا دیں مجھے نیند نہیں آتی

میں روتی ہوں بابا تو آتا بھی نہیں کوئی
کچھ رحم یتیمہ پر کھاتا بھی نہیں کوئی
یوں قید کی تنہائی بابا ہے مجھے کھاتی

کاٹے نہیں کٹتی ہیں زندان کی یہ راتیں
یاد آتیں ہیں ننھے سے اصغرؑ کی مجھے باتیں
ہوتا جو علی اصغرؑ میں گود میں بہلاتی

ہاں شام و سحر میرا تھا سب سے جدا سونا
یاد آتا ہے رہ رہ کے بابا کا مجھے سینہ
سینے کی مجھے خوشبو ہے اور بھی تڑپاتی

کیا ختم ہوا لوگو فاقہ میرے باباؑ کا
بھوکے تھے میرے باباؑ پیاسے تھے میرے باباؑ
میں پانی نہیں پیتی میں کھانا نہیں کھاتی

345 جی لگتا نہیں میرا زنداں کے بسیرے میں
دَم گھٹتا ہے اے باباؑ زنداں کے اندھیرے میں
زنداں میں کرن کوئی باہر سے نہیں آتی

لگتا ہے کہ سینے پر سوتے ہیں علی اصغرؑ
کیا سوتی نہ تھی باباؑ میں آپ کے سینے پر
اے کاش شکایت یہ میں آپ کو پہنچاتی

جو ظلم و ستم مجھ پر ڈھائے تھے لعینوں نے
رُخسار پہ باباؑ جو مارے تھے لعینوں نے
وہ نیل طمانچوں کے میں آپ کو دِکھلاتی

کہتی تھی سکینہؑ یہ میں ظلم رسیدہ ہوں
سہہ سہہ کے ستم باباؑ میں کس لئے زندہ ہوں
کیوں آپ نہیں آتے کیوں موت نہیں آتی

ماں بہنوں کی صورت کو یہ آنکھ ترستی ہے
زنداں کے اندھیرے میں وحشت سی برستی ہے
یوں میری طبیعت ہے زندان میں گھبراتی

یہ قلب و جگر میرے رہ رہ کے سکوں پاتے
بابا جو کہیں میرے زندان میں آجاتے
میں سینے پہ سر رکھ کر زندان میں سو جاتی

زنداں میں کوئی باباؑ اِک شمع جلا جائے
گھنگور اندھیرے کا ماحول مٹا جائے
دُروں کے نشاں باباؑ میں پشت پہ دِکھلاتی

رضوان پڑھو نوحہ ماتم کرو فریادی
سوتی ہے جہاں قیصرؔ اِک ننھی سی شہزادی
کانوں میں وہاں سے ہے ماتم کی صدا آتی